"مخزن المرجان فی خلاصۃ القرآن" از مولانا احمد علی لاہوریؒ اور "خلاصہ مفہوم قرآن مجید" کے منہج کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Method of "Makhzan al-Murjan fi Khulasa al-Qur'an" by Maulana Ahmed Ali Lahori and "Khalsa Mafuhum Qur'an Majeed"

Dr, Atallah
Lecturer Islamic studies Department of Higher education AJK
ataullahalvi313@gmail.com

Abstract

Maulana Ahmed Ali Lahori is a famous religious scholar and exegete of Pakistan. He received education and training from Maulana Ubaidullah Sindhi and mastered the knowledge of tafsir. Maulana Lahori was brought up by Ubaidullah Sindhi, who used to teach Quran in Delhi. During Talkhees, his style was very smooth, common sense and easy. He started teaching Quran in 1917 and he died in prostration in 1962 during the Isha prayer. There are people who are getting the blessing of serving the Holy Quran through the summary of the Quran

Abstract meaning Quran Majeed is a book prepared by Pakistan Army, in which the main subjects of Quran Majeed are divided into 27 sections and explained in a short way, it is clear from the study of this book. It is true that in Pakistan, the hard work of the scholars for the understanding of the Qur'an is included. So that there is encouragement and education and training for those who are performing their duties for the defense of the homeland. Of course, this is a good effort by the army officers.

Keywords: *Summary Meaning of the Holy Qur'an , Analytical Study*

مولانا احمد علی لاہوریؒ کا تعارف

مولانا احمد علی لاہوریؒ اپنے وقت کے عظیم متبحر عالم اور مفسر، قرآن مجید کے خادم اور انجمن خدام الدین لاہور شیرانوالہ گیٹ کے روح رواں، قاسم العلوم لاہور (مدرسہ) کے بانی، تحریک خلافت کے سرگرم رکن مولانا عبیداللہ سندھیؒ [1] کے شاگرد رشید تھے۔آپ کی ولادت 2 رمضان 1304ھ بمطابق 1886 کو جمعہ کے دن گوجرانوالہ کے گاوں جلال میں ہوئی۔آپؒ کے والد گرامی شیخ حبیب اللہ خود اسلام لائے تھے۔([2])

تعلیم وتربیت

آپؒ نے تعلیم وتربیت امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ ہی کے زیر سایہ ونگرانی حاصل کی۔خاص طور پر فن تفسیر میں مہارت ان سے ہی حاصل کی اور حدیث کی کتب حضرت شیخ الہند محمود الحسن دیوبندیؒ [3] سے پڑھیں۔1915ء میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ المتوفی 1363ھ حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے کابل (افغانستان) چلے گئے تو مولانا سندھی کے مدرسہ "نظارۃ المعارف اسلامیہ" کے سربراہ مولانا لاہوریؒ بنائے گئے۔1920ء کو آپ نے استاد کے طرز پر درس قرآن دینا شروع کیا۔اس درس کو عوام میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔آپ کے درس میں استاد محترم مولانا عبید

اللہ سندھیؒ کا رنگ غالب ہوتا تھا۔ آپؒ نے مولانا سندھی سے تفسیر کے جو اسرار، رموز اور نکات سیکھے تھے، وہ آپ نے 16 کاپیوں میں درج کیے ہوئے تھے۔ اس لیے آپ کی کوشش ہوتی کہ سارا درس ان کاپیوں کی روشنی میں دیا جائے۔ آپ کے درس میں انقلابی رب غالب رہتا تھا (4)۔ آپؒ نے سلوک کی منازل حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کی خدمت میں رہ کر طے کیں (5)۔

درس قرآن

مولانا لاہوریؒ کی پرورش، تعلیم وتربیت اور راہنمائی امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے ہاں زیر سایہ ہوئی تھی۔ اس لیے مولانا احمد علی لاہوریؒ کو مولانا عبیداللہ سندھی کا روحانی جانشین بھی کہا جاتا ہے۔ مولانا عبیداللہ سندھی نے دھلی میں ہی قرآن مجید کے دورس شروع کر رکھے تھے۔ سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں: "مولانا (لاہوریؒ) کی تعلیم وتربیت مولانا سندھی کے زیر نگرانی ہوئی اور انھوں نے اس تعلق کا حق بھی ادا کر دیا۔ مولانا کی ہجرت کے بعد آپؒ نے ان کے اس عظیم کام کو سنبھالا اور دہلی میں ان کے درس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب انگریزی حکومت نے انھیں دہلی سے جلاوطن کر کے لاہور پہنچایا تو آپ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر درس قرآن کا آغاز کیا اور رفتہ رفتہ آپ شیرانوالہ گیٹ کی اس مسجد میں منتقل ہوگئے جو لائن والی مسجد یا سبحان خان کی مسجد کے نام سے مشہور ہے" (6)۔

طریقہ درس

"آپ قرآن مجید کے ایک رکوع کو تلاوت کرنے کے بعد اس کا سلیس ترجمہ کرتے۔ پھر نزول آیات کے ماحول کے پیش نظر سابقہ مفسرین کی تشریحات و توضیحات بیان کرتے۔ بعدازاں "الاعتبار والتاویل" کے طور پر آیات کی موجودہ زمانے کے حالات پر تطبیق فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو نصوص قرآنی سے معانی کے استخراج، مطالب ومفاہیم کے استنباط اور پھر عصر حاضر کے ساتھ ان کی تطبیق کا آپ کو خاص ملکہ عطا فرمایا تھا" (7)۔

"آپ نے 1922 کو انجمن خدام الدین اور 1924 کو مدرسہ قاسم العلوم قائم فرمایا (8)۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فن تفسیر میں زبردست ملکہ دیا تھا۔ چنانچہ آپ سے فن تفسیر حاصل کرنے کے لیے دور دراز سے فارغ التحصیل طلبہ حاضر ہوتے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر واپس جاتے۔ آپ نے سندھی زبان میں قرآن کا ترجمہ بھی کیا اور حواشی بھی لکھے۔ 1947 میں اردو میں مترجم قرآن مجید شائع کیا جس میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی کا ترجمہ ہے" (9)۔

مولانا لاہوریؒ کے درس کی خصوصیات

آپؒ کے درس قرآن کی خصوصیات درج ذیل ہوتی تھیں۔ آپؒ نے مولانا سندھیؒ کے مدرسہ نظارۃ المعارف کا پروگرام قیام پاکستان 1947ء کے بعد بھی چلایا۔ اس کے تین مقاصد تھے۔

1۔ درس قرآن وحدیث

2۔ شاہ ولی اللہؒ کی تعلیمات کی نشر واشاعت

3۔ برطانوی استعمار کی مخالفت اور آزادی پسند گروپوں سے تعاون

آپ اپنے درس قرآن میں فلسفہ ولی اللہی کو تشریح قرآن میں اس طرح سمو دیتے کہ ایک دنیاوی تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ اسے اچھی طرح اخذ کر سکتا تھا۔ یہی وہ طرز تھا جسے بقول مولانا سندھیؒ، حضرت شیخ الہندؒ نے تدریس حدیث میں بھی اختیار فرما رکھا تھا (10)۔

آپ نے قرآن مجید کے درس کی ابتداء 1917 سے کر دی تھی۔ یہ سلسلہ آپؒ کی وفات تک جاری رہا ([11])۔آپ کا انتقال 18 رمضان المبارک 1381ھ بمطابق 23فروری 1962 کو سجدہ کی حالت میں اس وقت ہوا، جب آپؒ عشا کی نماز ادا کر رہے تھے۔ پاکستان کے معروف شہر لاہور میں ہی آپ کو دفن کیا گیا ([12])۔

مولانا احمد علی لاہوری علماء کرام کی نظر میں

سید ابوالحسن علی ندویؒ کی رائے : فرماتے ہیں : اگر مولانا احمد علیؒ سے میری شناسائی نہ ہوتی تو میری زندگی اچھی (بہتر) یا بری موجودہ زندگی سے خاصی مختلف ہوتی ([13])۔

مخزن المرجان کا تعارف واسلوب

" مخزن المرجان فی خلاصۃِ القرآن " کے نام سے مرتب کتاب حضرت مولانا محمد علی لاہوریؒ کے افادات ہیں جنھیں مولانا عبدالقیوم قاسمی ([14]) نے مرتب کیا ہے۔اسی کتاب کے ساتھ دوسرے حصے میں مولانا اصغر حسینؒ کے افادات بھی معلق کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ بھی فاضل مرتب نے لکھا ہے۔ جس میں قرآن مجید کے مختلف کلامی مسائل کو مدلل انداز میں بیان کیا ہے اور مقدمہ کے بعد امام الاولیاء حضرت مولانا لاہوریؒ کے تفسیری افادات بیان کیے گئے ہیں۔ کتاب کو " اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاون کراچی " نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے جس میں رکوعات کا خلاصہ و نچوڑ انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

خصوصیات کتاب

کتاب میں اسلوب ترتیب جسے ابتداء سے منتخب کیا، اسے آخر تک اپنایا ہے۔ مولانا لاہوریؒ نے قران مجید کے ہر رکوع کی تلخیص صرف چند الفاظ میں بیان کر کے ساتھ ہی آیات کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ امام لاہوریؒ کا طریقہ تفسیر اس وقت پاکستان کے علماء کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ نہایت مختصر الفاظ میں طویل مباحث کو بیان کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے الفاظ میں اس قدر جامعیت اور مانعیت ہوتی کہ کلمات و الفاظ سننے والے کے دل میں ہی اترتے چلے جاتے اور وہ قرآن کے مفاہیم سمجھتا چلا جاتا۔

خلاصہ سورت

مولانا لاہوریؒ کا طرز تفسیر جو کتاب سے معلوم ہوا وہ یہ تھا کہ آپ آیات قرآنی یا رکوعات قرآنی کا صرف خلاصہ ہی بیان فرماتے تھے۔ پورے خلاصہ قرآن میں روایتی واعظین کی طرح کسی جگہ سورتوں کا تعارف نہیں کرایا گیا۔ نہ تو ان کی آیات کی تعداد کی نشاندہی کرائی گئی نہ ان کے رکوعات کی تعداد کے متعلق بتایا گیا ہے۔ البتہ سورتوں کی ابتداء میں مکی مدنی ہونا درج کیا گیا ہے اور پھر آیات قرآنی یا رکوعات کے خلاصہ جات بیان کیے گئے ہیں۔ آپ کے افادات کو جن شاگردوں نے مرتب کیا، انھوں نے انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے جمع کیا۔ سورۃ الفاتحہ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں : سورۃ الفاتحہ مکیہ :خلاصہ : یہ سورت پورے قرآن مجید کے مضامین کا اجمالی نقشہ ہے۔ اس کے مآخذ : توحید (آیت 1، 2) ، قیامت (آیت 3)، رسالت وغیرہ (آیت 6) ،بر گزیدگان (آیت 6)، مردودین (7) ([15])۔

سورتوں کے مابین ربط

مولانا احمد علی لاہوریؒ کے طرز تفسیر میں سے یہ تھا کہ آپ ہر سورت کا مابعد سے ربط بھی بیان کرتے تھے۔تاکہ بات کو مربوط طریقے سے عامۃ الناس تک پہنچایا جاسکے۔ سورت الاعراف کے شروع میں ربط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں : "سورۃ البقرۃ میں یہود کو دعوت الی الکتاب دی گئی تھی، سورۃ آل عمران میں

نصاریٰ کو دعوت الی التوحید دی گئی تھی، سورۃ النساء میں اصلاح عرب پیش نظر تھی، سورۃ الانعام میں اصلاح مجوس مقصود تھی، سورۃ الاعراف میں بقیہ اقوام عالم کو دعوت الی القرآن دی جاتی ہے "([16])

خلاصہ رکوعات

فاضل مصنف نے کتاب سے فنی مباحث کو دور رکھا ہے۔ نہ تو اس کی آیات کے ساتھ تراجم کو یکجا کیا گیا ہے نہ ہی اسلاف کی کتب تفاسیر کو درج کیا گیا ہے، تاہم کتاب میں آیات یا رکوعات کے خلاصہ جات نہایت اختصار کے ساتھ درج کیے ہیں جو مصنف کی قرآن فہمی اور علمی دسترس کا واضح اور منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپ نے کتاب میں پاروں کی نشاندہی کے علاوہ کسی جگہ کوئی عنوان قائم نہیں کیا، سوائے خلاصہ رکوع کے۔ اس عنوان کے تحت آپؒ نے رکوعات کا خلاصہ ایک یا دو سطر میں تحریر کیا ہے۔ سورۃ الحج کے خلاصہ میں لکھتے ہیں: خلاصہ رکوع 7: جب انبیاء نے حق کی آواز اٹھائی تو شیطان نے ان کے مقابلہ میں ہتھیار سنبھالے (مآخذ آیت 52)۔ خلاصہ رکوع 8: تعلق باللہ درست کرنے کے لیے ضرورت کے وقت وطن دیار کو خیر آباد کہیں گے، ان کی ضروریات کا کفیل اللہ ہوگا۔ (مآخذ آیت 58) ([17])۔

خلاصہ مفہوم قرآن مجید (شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن کور ڈائریکٹریٹ)

خلاصہ مفہوم قرآن مجید کی اشاعت کے دو بنیادی اسباب شروع میں درج کیے گئے ہیں جو کتاب کی اشاعت کا باعث بنے۔

1۔ دفاع کے متعلق قرآنی راہنمائی

کتاب کو شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ، جنرل ہیڈ کوارٹرز نے شائع کیا ہے جسے پاک افواج کے شہیدوں اور غازیوں کے نام منسوب کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا پیش لفظ چیف آف آرمی سٹاف جنرل ٹکا خان کی جانب سے لکھا گیا ہے۔ جس میں انھوں نے اس کتاب کے سبب تالیف کے متعلق لکھا: "قرآن مجید کے مطالعہ اور حضور ﷺ کی حیات طیبہ سے صاف ظاہر ہے کہ دفاع جیسے اہم شعبہ کے متعلق بھی ہماری پوری راہنمائی فرمائی گئی ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے تلاوت یقیناً پہلا مرحلہ ہے لیکن اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن پاک کا مفہوم اور ترجمہ اپنی زبان میں بھی پڑھ لیا جائے اس مقصد کے تحت پاکستان آرمی کے شعبہ دینی تعلیمات نے قرآن مجید کے مفہوم کا مختصر خاکہ کتاب کی شکل میں تیار کیا ہے "([18])

2۔ پاک آرمی کے نوجوانوں کی راہنمائی

کتاب کی ابتداء میں ہی اسباب تالیف میں سے ایک سبب یہ لکھا گیا ہے: "چونکہ عمل کرنے کے لیے قرآن پاک کو پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔ اس لیے قرآن مجید کے مفہوم کا مختصر خاکہ ایک کتاب کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ فوج کا ہر فرد اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر قرآنی آیات کے خلاصہ اور مفہوم کا مطالعہ کر لے تاکہ روز مرہ کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے واقفیت حاصل کر سکے "([19])۔

"خلاصہ مفہوم قرآن مجید" کا اسلوب

یہ کتاب اردو زبان میں مرتب کی گئی ہے، جو پاکستان آرمی کے نوجوانوں میں قرآن فہمی کا شعور بیدار کرنے کی حوصلہ افزاء کاوش ہے۔ یہ کتاب 180 صفحات پر مشتمل ہے جس میں ہر سورت کے ہر ہر رکوع کی تعلیمات کا خلاصہ مختصر اور جامع انداز میں پیش کیا ہے۔

کتاب کا اسلوب یہ ہے کہ اس کتاب کی اہم خاصیت یہ ہے کہ اس کی ابتداء میں تین فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔ پہلی فہرست میں قرآنی مضامین کو حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق درج کیا گیا ہے۔ اس فہرست کی وجہ سے قرآن مجید کے اہم نوعیت کے عنوانات کو جاننا انتہائی سہل اور آسان ہو چکا ہے۔ اس فہرست میں درج ذیل پانچ امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔

1۔ مضمون 2۔ صفحہ 3۔ پیرا

4۔ پارہ 5۔ رکوع

کتاب میں لفظ "الف" کے ضمن میں 53 عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔ اسی طرح دیگر حروف کے ضمن میں چیدہ چیدہ عنوانات لگا کر کتاب سے استفادہ کو نہایت سہل اور آسان کر دیا گیا ہے ([20])۔

خلاصہ مفہوم قرآن کی دوسری فہرست میں آغاز سورۃ کے عنوان کے تحت دو امور درج کیے گئے ہیں۔

1۔ سورۃ کا نام 2۔ کتاب کا صفحہ نمبر ([21])۔

کتاب کے اس اسلوب ترتیب سے سورت کے اعتبار سے استفادہ نہایت آسان ہو چکا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی خاص سورت کے متعلق پیغام خداوندی کو پڑھنا چاہتا ہو، باآسانی فہرست کھول کر سورت تک پہنچ سکتا ہے اور اس سورت کے مرکزی مضمون کے متعلق معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں تیسری فہرست میں "آغاز پارہ" کا عنوان قائم کیا گیا ہے جس کے تحت صرف دو چیزیں درج کی ہیں۔ 1۔ پارہ نمبر 2۔ صفحہ نمبر۔

اگر کوئی شخص کسی خاص پارہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ باآسانی اس تک پہنچ سکتا ہے ([22])۔

اسلوبِ ترتیب

اس کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ اس کی ابتداء سے مصنفین نے جس طرز کو اختیار کیا، آخر تک اسی طریقہ کار کے مطابق کتاب کو مکمل کیا۔ کتاب کو چھوٹی چھوٹی ستائیس منازل میں تقسیم کیا گیا ہے، ہر منزل اتنے حصے پر مشتمل ہے جو عام طور پر تراویح میں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں اہم مضامین کی فہرست بھی دی گئی ہے تاکہ مطلوبہ مضامین کو آسانی سے تلاش کیا جا سکے۔ اس میں مزید آسانی پیدا کرنے کے لیے یہ فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے۔ فاضل مصنفین نے حروف تہجی کی اس ترتیب میں پانچ چیزوں کا التزام کیا ہے۔

پس اگر کوئی شخص اس کتاب سے استفادہ کا متمنی ہو تو وہ رمضان المبارک میں قرآن مجید کے تلاوت کیے جانے والے حصے کا خلاصہ پڑھ سکتا ہے اور سننے والے کو آیات قرآنی کا مفہوم آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ نیز وقت کی کمی کے باعث اگر کسی تفسیر یا مستند ترجمہ سے استفادہ کا موقع نہ ہو تو کتاب کے متعلقہ حصے کو پڑھ کر مختصر طور پر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ زیر تلاوت قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات کیا ہیں۔ کتاب میں عام روایتی مصنفین اور خلاصہ جات مرتب کرنے والوں سے ہٹ کر کتاب کے لیے درج ذیل امور کا التزام کیا ہے۔

خلاصہ سورت

پوری کتاب میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ باقی مصنفین کے طرز سے ہٹ کر سورت کا تعارف مثلاً نام کی وجہ تسمیہ، مکی مدنی، تعداد آیات، ترتیب تلاوت، ترتیب نزولی، تعداد رکوعات، تعداد الفاظ اور تعداد حروف جیسی مباحث میں الجھنے کے بجائے کتاب کے مرکزی مقصد کو مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے بلکہ بعض مواقع پر قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ لکھنے پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے ([23])۔

خلاصہ مضامین رکوعات

کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں رکوعات کے اعتبار سے خلاصہ مرتب کیا ہے۔ ہر رکوع کا خلاصہ صرف چند سطروں میں قلمبند کیا گیا ہے بلکہ بعض اوقات متعدد رکوعات کو یک جا کر کے چند سطروں کا خلاصہ بھی مرتب کیا گیا ہے اور یوں سورت کے خلاصہ جات کی تعداد اس سورت کے رکوعات کے برابر نہ ہے البتہ ہر صفحے پر رکوع نمبر آویزاں کیا گیا ہے جو قاری کے لیے مزید آسانی کا موجب ہے۔

اسلاف کی تفسیروں سے استفادہ

''خلاصہ مفہوم قرآن "کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس کتاب میں جو انداز اختیار کیا گیا ہے، وہ نہایت سہل ہے۔ کتاب میں لفظی تصنع کے بجائے آسان الفاظ میں مفہوم سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب اسلافِ امت کے افکار و نظریات کا حسین مجموعہ ہے، اگرچہ اسلاف کی کتب تفاسیر کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ شاید اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ کتاب کو تراویح میں پڑھے جانے والے قرآن کے متعلق آگاہی کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ اس لیے حوالہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ واضح رہے کہ "خلاصہ مفہوم قرآن " (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ) ([24]) کی عملی تفسیر نظر آتا ہے، جس کے تحت قرآن میں بیان کیے جانے والے مفاہیم اور معانی قاری کے دل میں نقش کرتے چلے جاتے ہیں۔

خلاصہ القرآن کے مشترک نکات وافادیت

قرآن تو کتاب انقلاب ہے، جو انسان کو ایک نئے سانچے میں ڈھال دیتا ہے۔ قرآن مجید کا عملی نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہیں۔ وہ اسلام سے پہلے اسلامی تعلیمات سے روشناس نہ تھے مگر جب قرآن مجید کا نزول ہوا تو اس کے بعد ایسے ہدایت یافتہ ہوگئے کہ جن پر انسانیت آج تک فخر کرتی ہے۔ عرب کے دیہاتی صحرا نشینوں کے بارے میں کون سوچ سکتا تھا کہ ان کی تقدیر بدلے گی۔ مگر قرآن نے صرف 23 سالوں میں ان کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور انھیں زمین کی پستیوں سے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ مختصر سے عرصہ میں عرب کے وہی بدوں روم اور فارس جیسی سلطنتوں کے وارث بن گئے۔

خلاصہ قرآن کے اثرات اور ان کی نوعیت

بنیادی طور پر خلاصۃ القرآن کے عنوانات سے لکھی جانے والی کتب مختلف مصنفین کی وہ کاوشیں ہیں جنہیں دروس قرآن کی مجالس کے بعد جمع کیا گیا یا رمضان میں تراویح کے بعد "خلاصہ القرآن " کے نام سے جو درس دیے جاتے ہیں۔ اگر ان کتب کے اثرات کا جائزہ لیا جائے کہ آیا اردو زبان میں لکھے جانے والے خلاصہ جات مسلمان کے دل میں قرآن فہمی کا شعور بیدار کرنے میں کردار ادا کر رہے ہیں ؟

کیا ان خلاصہ جات سے اہل ایمان کے دل قرآنی نور سے منور ہو رہے ہیں ؟ تجزیاتی مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ پاکستان میں مذکورہ بالا خلاصہ جات کے طرز پر قرآن فہمی کے لیے کی جانے والی کوششیں بہت قابل قدر ہیں۔ ان کوششوں کے پیچھے علمائے، فقہاء، محدثین اور سارے اہل علم کی جہدِ مسلسل شامل ہے جو سالوں سے اپنی بساط اور استعداد کے مطابق قرآن مجید کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ قرآن مجید کے دروس کے حلقہ جات، کلاسز اور پروگرامات کر کے سامعین کو قرآن مجید کی تعلیمات سے روشناس کرتے ہیں اور جو لوگ ان کے دروس سے براہ راست استفادہ نہیں اٹھا سکتے، ان کے لیے کتابیں مرتب کر کے امت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جن شخصیات

کے دروس اور کتب میں قرآن مجید کے جن پہلوؤں کو زیادہ اجاگر کیا جاتا ہے، ان کے واضح اثرات ان کے شاگردوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ قرآن مجید کی قوت تاثیر کو اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾([25])۔

(اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جا رہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی حالت پر غور کریں)۔

مفسر قرطبیؒ اس آیت کی شرح میں لکھتے ہیں: "اگر پتھروں، پہاڑوں کو عقل اور دانش دی جاتی اور پھر اس قرآن کے ذریعے ان سے خطاب کیا جاتا تو بھی پہاڑ قرآنی مواعظ اور احکام کے سامنے جھک جاتے اور اپنی مضبوطی اور سختی کے باوجود انھیں ہم خوفِ خدا سے پھٹا ہوا دیکھتے۔" ([26])۔

مذکورہ بالا آیت سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید اپنی قوتِ تاثیر کیوجہ سے ہر مکتبہ فکر پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ یہ کتاب ہدایت انسان کو روحانی و جسمانی امراض مثلاً بغض، حسد، کینہ، غیبت، فحاشی و عریانی، فرقہ واریت، خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک، بخل، جھوٹ، فسادات، قانون شکنی، ظلم وجور اور بے انصافی سے بچاتی ہے۔ قرآن مجید کی قوت تاثیر ملاحظہ ہو:

حضرت جبیر بن مطعمؓ نے قرآن مجید کی آیت مغرب کی نماز میں سنی۔

ا مْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الخَالِقُونَ، أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بَلْ لاَ يُوقِنُونَ، أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ المُسَيْطِرُونَ " تو کہنے لگے : كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِير۔(طه : 135)

قریب تھا کہ میرا دل نکل جاتا ([27])۔

قرآنی تاثیر کی اصل حقیقت

قرآن مجید کی تاثیر اور اثر پذیری اس کے معانی کے فہم میں پوشیدہ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا اپنے اندر حقیقی تبدیلی اور تغیر اس وقت محسوس کرتا ہے، جب وہ قرآن کے معانی ومفاہیم اور مطالب کو سمجھ رہا ہو۔ قرآن مجید کے یہ معانی ہی انسان کے قلوب واذہان اور ضمیر میں قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار کرتے ہیں اور یوں انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر کامل یقین کرنے لگتا ہے۔ پاکستان میں علمائے کرام خلاصہ قرآن کے عنوانات کے ذریعے اسی محنت کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد قرآن مجید کو عام لوگوں کے لیے آسان بنانا ہے، تاکہ عربی زبان سے ناواقفیت رکھنے والے لوگ قرآن کا مطالعہ آسانی سے کر سکیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں علمائے کرام کی اس محنت کو سراہنے کے بجائے بعض اوقات انھیں ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔ مختلف نام نہاد دانشور علماء کی سال ہا سال کی محنت کو ایک لفظ میں مہمل قرار دے ڈالتے ہیں۔ حالانکہ یہ سماج کی جانب سے بدترین زیادتی ہے۔ اس کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں مختلف مکاتب فکر کے علماء قرآن خدمت اپنے اپنے انداز سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ہر فرد کا انداز بیان دوسرے سے مختلف ہے البتہ یہ بات واضح رہے کہ معاشرے کی اصلاح کے لیے صرف چند افراد کو کوشش کافی نہیں، بلکہ ہر فرد کو ایسے کاموں کا اہتمام کرنا چاہیے کہ جن سے قرآنی تعلیمات کے دیرپا اثرات معاشرے میں ہر سطح پر نظر آئیں۔ ایسا اس وقت ہی ممکن ہے جب قرآن مجید ہماری صرف رمضان میں معمول بھانہ ہو، بلکہ قرآنی تعلیمات کے اثرات سال کے تمام مہینوں میں اپنی خوشبو بکھیرتے ہوئے نظر آئیں۔

قرآن مجید کے انسانی حیات پر اثرات

قرآن مجید انسان پر جو اثرات مرتب کرتا ہے ، ان اثرات کا آغاز انسان کے قلب میں قرآنی نور کے داخل ہونے سے ہوتا ہے اور اچھے عمل پر جاکر اختتام پذیر ہوتا ہے ۔ قرآن مجید کی تلاوت، مطالب پر غور، احکام اور معانی ومفاہیم سے اندر کاانسان بیدار ہو جاتا ہے۔ جس سے انسان گناہوں، غفلت ، بے خوفی ، لاپرواہی ، اور خواہش کی پیروی سے جنم لینے والی تاریکیوں کو دور کرتا ہے۔ اس کی ایمانی کیفیت اور اچھے اعمال میں دل چسپی روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے اور دل کے تمام احساسات میں روشنی اور زندگی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ یوں قرآن سمجھنے سے آدمی حقیقی قرآنی زندگی سے متعارف وآگاہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ فرمان خداوندی ہے :

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ([28])

(کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو وہ روشنی عطا کی جس کے اجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے، اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہو اور کسی طرح ان سے نہ نکلتا ہو؟)

اگر ہم قدیم وجدید زمانہ میں لکھی جانی والی مطولات کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ ان کتب سے استفادہ ہر خاص وعام کے بس میں نہیں۔ یہ کتب علمی موشگافیوں ، فنی پیچیدگیوں، عالمانہ انداز گفتگو، ٹھوس علمی اور بلیغ طرز تحریر کے ساتھ ساتھ قدیم لمبی چوڑی مباحث پر مشتمل ہیں اور ان مباحث کو پڑھنے ، سمجھنے اور سمجھ کر منطقی نتیجہ نکال کر راہ عمل بنانا ایک آدمی کے لیے آسان نہیں۔ کیوں کہ موجودہ زمانہ میں مختلف فنون کے بیک وقت پڑھنے کے ساتھ علمی استعداد کمزور اور علمی رسوخ کم ہوتا جارہا ہے۔ ایسے وقت میں استفادہ کا بہترین طریقہ خلاصہ جات سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ عبدالعزیز بن مرزوق الطریفی اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولكن الاختصار أقرب للاستفادة من الإطالة.([29])۔

(لیکن اختصار/خلاصہ جات مطولات کے مقابلہ میں استفادہ کے زیادہ قریب ہیں)۔

ایسے حالات میں خلاصہ جات کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے جب ایک آدمی اپنی مصروف زندگی میں خلاصہ جات پڑھ کر مسائل کے نتائج سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اپنے زندگی کے لیے راہ عمل متعین کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے علماء کرام نے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کے لیے کتب مرتب کیں۔ انھوں نے پڑھے لکھے افراد کے لیے مفصل، عام عوام کے لیے نہایت مختصر جبکہ درمیانے درجے کے لوگوں کے لیے متوسط کتابیں مرتب کیں۔ قرآن فہمی کی اس فکر پر چلنے والے عظیم مفسر ڈاکٹر وحبہ الزوحیلی بھی ہیں جنہوں نے لوگوں کے علمی پیمانے کے مطابق تین الگ الگ تفاسیر مرتب کیں۔ مفسر خود لکھتے ہیں:

> همم الناس تتفاوت، ومستويات العلم تختلف، فقد يسّر الله الكريم لي أن أفسّر القرآن الكريم ثلاث مرات متعاقبة، ليأخذ كل إنسان بأي مستوى يتفق مع رغباته وإمكاناته، وكانت ولله الحمد التفاسير الثلاثة، وأصبحت لأول مرة هذه التفاسير في متناول الناس في كل مكان:
>
> 1۔ التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج (16 مجلدا)لأهل الاختصاص.
>
> 2۔ التفسير الوجيز، للعامة وأكثرية الناس.

3۔ التفسير الوسيط، لمتوسطي الثقافة (3 مجلدات)۔

يقتصر (التفسير الوجيز) على بيان المقصود بكل آية، بعبارة شاملة غير مخلّة بالمعنى المراد[30]۔

علامہ عینیؒ حنفی نے التاریخ الکبیر کو 20 جلدوں پر مرتب کیا تھا بعدازاں خود ہی اس کی تلخیص کرتے ہوئے تین جلدوں میں خلاصہ لکھا۔ فاضل مصنف خود رقمطراز ہیں:

وله (للبدرالعيني)التاريخ الكبير على نظام السنين في عشرين مجلدة، واختصره في ثلاث مجلدات[31]۔

قرآن مجید انسانی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ بنی نوع انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک انبیائے کرام بھیجے۔ ان تمام انبیاء نے اپنے اپنے ادوار میں ذات خداوندی سے منحرف ہونے والی انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔ انھیں گمراہی اور ضلالت کے راستے سے ہٹا کر ایک خدا کے در پر پہنچایا۔ مختلف معبودوں کے سامنے جھکنے والی پیشانیوں کو ایک خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی تعلیم دی۔ الغرض صحف، سابقہ آسمانی کتب اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی ہدایت کے لیے نازل ہوئے۔ ہر زمانہ کے نبی کا کام اس آسمانی پیغام کو عوام کے سامنے واضح کرنے کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا تاکہ پیغام خداوندی سے عامۃ الناس میں تفکیر اور خوف خدا پیدا ہو سکے اور غافل اقوام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑا جاسکے۔ انبیاء کا مقصد پیغام خداوندی کو مخلوق خدا تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے فریضہ تبلیغ کو یوں بیان کرتے ہیں:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾[32]۔

(اور ہم نے آپ کی جانب ذکر (قرآن) نازل کیا، تاکہ جو ان کے لیے نازل ہوا، آپ اسے لوگوں کے لیے کھول کر بیان کریں تاکہ وہ غور و فکر کریں)۔

قرآن کریم حضرت محمد ﷺ کیطرف اس لیے نازل کیا گیا کہ آپ اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں اور اس سے لوگوں کی راہنمائی ہو، عامۃ الناس قرآن کریم میں بیان ہونے والے اصول ہدایت کو سمجھ کر ان پر عمل کرئں اور دنیا اور آخرت کی فلاح حاصل کریں کیوں کہ مسلمان کی فلاح کتاب وسنت پر عمل کرنے میں ہے اور ہر اس کام سے اجتناب میں ہے جس کام سے اللہ اور اسکے رسول نے منع کیا ہو۔ ترجمانی کے اسی فریضے کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾[33]۔

(اور ہم نے آپ پر کتاب کو اس لیے نازل کیا تاکہ آپ اس کو کھول کر بیان کریں ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اس میں نزاع ڈال رکھے تھے۔ یہ کتاب ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے)۔

انبیاء کی بعثت کا اہم مقصد تبلیغ احکام الہی ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم بھی عطا فرمائے جو آپ کا خاصہ ہے۔

فرمان رسول ﷺ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ "(34)۔

جوامع الکلم کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا:

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: " وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الكَلِمِ: أَنَّ اللَّهَ يَجْمَعُ الأُمُورَ الكَثِيرَةَ، الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الكُتُبِ قَبْلَهُ، فِي الأَمْرِ الوَاحِدِ، وَالأَمْرَيْنِ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ "(35)۔

(امام بخاریؒ نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی کہ جوامع الکلم وہ امور تھے جن کو سابقہ آسمانی کتب میں لکھا گیا تھا، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو امور میں جمع فرمایا تھا۔ گویا سابقہ انبیاء کی خاصیات کو آپ کی ذات میں جمع فرمایا تھا)۔

کلام میں جامعیت اور اختصار وسائل ابلاغ کا وہ بہترین ذریعہ ہے ، جس کے مطابق ایک قاصد اپنا پیغام دوسرے شخص تک کم وقت میں پہنچا سکتا ہے۔ طویل گفتگو بعض اوقات سننے والوں کے لیے اکتاہٹ اور اذیت کا باعث بن جاتی ہے۔

صاحب جلالین اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اختصار الكتب من أنفع وسائل التحصيل(36)۔

(مختصر کتابیں حصول علم کا بہترین ذریعہ ہیں)۔

اختصار کی شرائط

علمائے کرام نے کسی بھی عبارت کو مختصر کرنے کے لیے کچھ شرائط عائد کی ہیں، جن کو ملحوظ خاطر رکھ کر کسی بھی عبارت کو مختصر کیا جاسکتا ہے ، ورنہ تلخیص غیر معتبر اور ناتمام سمجھی جائے گی۔ تلخیص کرنے والا اپنے منصب کی حساسیت کے باعث ان جملہ امور سے واقف اور آگاہ ہو، کیوں کہ وہ متکلم کی مراد کو جن افراد تک پہنچانا چاہتا ہے ، اگر ان شرائط کا خیال نہیں رکھے گا، تو پیغام یا تو ناتمام اور نامکمل دوسروں تک منتقل ہوگا یا وہ اضافی امور پیغام کا حصہ بن جائیں گے جو متکلم کی مراد ہی نہ تھے اور یہ متکلم اور ملخص دونوں کے لیے باعث اذیت ثابت ہوں گے۔ ایسے حالات میں کسی بھی عمل کی انجام دہی سے قبل ضروری ہے کہ اس کی شرائط سے آگاہی ہو تاکہ غلطی کا امکان کم سے کم ہو اور متکلم کی مراد کے بیان میں بھی کسی قسم کا اخفاء باقی نہ رہے۔ مولانا صدیق خان قنوجیؒ (متوفی 1307ھ) اختصار کی انہی شرائط پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :

"الاختصار إذا جمع ثلاثة أشياء أحدها: الاستقصاء في الصفة، والثاني: الاهتمام في المعنى، والثالث: الإيجاز كانت المادة بذلك أبلغ "(37)

(کسی بھی کلام میں اختصار تب ہوتا ہے جب اس میں تین چیزیں پائی جائیں۔

1۔ خلاصہ بیان کرنے والا متکلم کی مراد کو ذمہ داری سے واضح کرے۔

2۔ متکلم کی مراد کو بیان کرنے کا پورا اہتمام کیا گیا ہو۔

3۔ متکلم کی مراد کو بلیغ بنانے کے لیے کم الفاظ استعمال کیے گئے ہوں۔

گویا ملخص (خلاصہ بیان کرنے والا) اس بات کا پابند ہے کہ وہ متکلم کی مراد کو من و عن دوسروں تک پہنچائے ۔ اس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہ کرے۔ جو پیغام اسکے سپرد کیا جائے ، اسے دوسرے تک منتقل کرے ، البتہ اسے

صرف ایک اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنے الفاظ کو مختصر رکھے، تاکہ مخاطب متکلم کی مراد تک کم وقت میں، سہل طریقے سے اور زیادہ تتبع کیے بغیر پہنچ جائے اور وہ کلام شک و شبہ سے بھی خالی ہو۔ طویل اور پیچیدہ گفتگو سامعین کی اُکتاہٹ کا موجب بنتی ہے اور متکلم کی موضوع پر عدم دسترس کا بھی ثبوت سمجھی جاتی ہے۔

نتائج بحث

چند اہم نتائج درج ذیل ہیں:

- پاکستان میں مولانا احمد علی لاہوریؒ نے قرآن فہمی اور معانی و مفاہیم سے آگاہی کے لیے "خلاصۃ القرآن" کی بنیاد ڈالی اور آپ کا بویا ہوا بیج اس وقت ایک مضبوط درخت بن چکا ہے۔ آپ کے شاگردوں، تلامذہ اور تربیت یافتہ علمائے کرام پورے عالم اسلام کی مساجد میں "خلاصۃ القرآن" یا "درس قرآن" کی صورت میں قرآن کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا لاہوریؒ نے "خلاصۃ القرآن" کے لفظ کا خیال رکھتے ہوئے کسی اور بحث سے تعرض نہیں کیا۔ صرف رکوعات کا خلاصہ نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ ذکر کر کے کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جو آپ کے علمی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قرآنی سورتوں کا ماقبل سے ربط بیان کر کے خلاصہ کو چار چاند لگا دیے ہیں۔
- آپ کا اسلوب تحریر نہایت سادہ، دلنشین اور سلیس ہے۔ آپؒ کی تحریرات اور کتب عام فہم زبان کے باعث ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے یکساں مفید ہیں۔ آپؒ کی کتاب مناظرانہ موشگافیوں، بے جا طوالت اور فنی پیچیدگیوں سے یکسر خالی ہے۔ عام روایتی مصنفین کی طرح اس میں جملہ منطقی مباحث سے اجتناب کیا گیا ہے۔
- "خلاصہ مفہوم قرآن" پاک آرمی کے نوجوانوں میں قرآن فہمی کا شعور بیدار کرنے کی لائق تحسین کاوش ہے۔ کتاب کا اسلوب نہایت سادہ، دلنشین اور سلیس ہے۔ کتاب لفظی تصنع سے پاک ہے۔ کتاب فنی پیچیدگیوں اور مسلکی منافرت سے پاک ہے۔ جسے قرآن سے استفادہ کی حوصلہ افزاء کوشش کہا جا سکتا ہے۔
- خلاصہ مفہوم قرآن دیگر مصنفین کی تلخیصات کی طرح عصر حاضر میں قرآن فہمی کے لیے ایک مقبول کتاب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مصنفین کی مساعی جمیلہ کو قبول کرتے ہوئے اس کتاب کو قرآن فہمی کا ذریعہ بنائے، مصنف کو شایان شان اجر و ثواب عطا فرمائے۔
- کتاب میں بے فائدہ اسرائیلی قصص اور حکایات و لطاف سے اجتناب کرتے ہوئے قرآنی آیات کے سلیس ترجمے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ "خلاصہ مفہوم قرآن" میں عقائد کے مسائل اور جہاد کی فرضیت و ترغیب کو نہایت عمدہ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ پاک آرمی کے نوجوانوں کی جانب سے وطن کے دفاع میں جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں "خلاصہ مفہوم قرآن" کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔
- خلاصہ جات کے لکھنے کا بنیادی مقصد عوام میں مختصر وقت میں قرآن مجید کا فہم پیدا کرنا ہے۔ یقیناً عصر حاضر میں اس منہج پر کام کرنے کی نہ صرف ضرورت ہے، بلکہ اس کام کی انجام دہی کے لیے کوشاں افراد داد تحسین کے بھی مستحق ہیں۔ البتہ تلخیص کے لیے ضروری ہے کہ اس سے مفہوم مکمل ادا ہو رہا ہو۔ ایسی تلخیص جس کی وجہ سے معنی و مفہوم سمجھ میں نہ آ سکے یا معنی تبدیل ہو جائے، اسے مکروہ تلخیص کہا جاتا ہے۔

References

1۔ **مولانا عبیداللہ سندھی**: 12 محرم 1289ھ بمطابق 10 مارچ 1872ء کو سیالکوٹ کے قریب چیانوالی گاوں میں سکھ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ تحریک ریشمی رومال میں اہم کردار ادا کیا۔ تحریک آزادی کے نامور راہنماء تھے۔1884ء میں تحفۃ الہند نامی کتاب کی بدولت اسلام کی طرف راغب ہوئے۔1915 میں شیخ الہند محمود حسن کے حکم پر کابل گئے۔

2۔ قاسمی، مولانا نظام الدین، . **تذکرہ اکابر**، ناشر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، نندور بار، مہاراشٹر، ایڈیشن 2012 ص 146۔

3۔ شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی: تحریک ریشمی رومال، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات کے قائد، مالٹا کے اسیر اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے۔ 1851 میں پیدا ہوئے اور 1920 میں وفات پائی۔

4۔ مولانا سندھیؒ کے افکار و خیالات، ص 133

5۔ قاسمی، مولانا نظام الدین، . **تذکرہ اکابر**، ناشر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، نندور بار، مہاراشٹر، ایڈیشن 2012 ص 147۔

6۔ ندویؒ، مولانا ابوالحسن علی، **پرانے چراغ**، مکتبہ الشباب العلمیہ لکھنو، طبع 2010، جلد 1، ص 141

7۔ خدام الدین لاہور، یکم مئی 1970، ص 13

8۔ ندویؒ، مولانا ابوالحسن علی، **پرانے چراغ**، مکتبہ الشباب العلمیہ لکھنو، طبع 2010، جلد 1، ص 135

9۔ قاسمی، مولانا نظام الدین، . **تذکرہ اکابر**، ناشر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، نندور بار، مہاراشٹر، ایڈیشن 2012 ص 146۔

10۔ عبدالرشید ارشد، **بیس بڑے مسلمان**، ص 663

11۔ ندویؒ، مولانا ابوالحسن علی، **پرانے چراغ**، مکتبہ الشباب العلمیہ لکھنو، طبع 2010، جلد 1، ص 138

12۔ ایضا، ص 134

13۔ ایضاً، جلد 1، ص 117

14۔ مولانا عبدالقیوم قاسمی کراچی کے معروف ادارہ مدرسہ معارف اسلامیہ سعید آباد کے مدیر اور کراچی کی معروف علمی شخصیت شمار ہوتے ہیں۔ان کا شمار پاکستان کے نامور علماے کرام میں ہوتا ہے۔

15۔ لاہوری، مولانا احمد علیؒ، " **مخزن المرجان فی خلاصۃ القرآن** "، ص 111

16۔ ایضا ص 128، 129

17۔ ایضاً، مولانا احمد علی لاہوریؒ، ص 155

18۔ **خلاصہ مفہوم قرآن مجید** (شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن کور ڈائریکٹریٹ) ص 3، طبع پنگرافکس پرائیویٹ لمیٹڈ اسلام آباد، اشاعت دوم 1988ء، بمطابق 1408ھ۔

19۔ خلاصہ مفہوم قرآن مجید، ناشر، پاک آرمی، ص 5

20۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو: خلاصہ مفہوم قرآن صفحہ 9 تا 25

21۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ص 26 تا 28

22۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو: خلاصہ مفہوم قرآن، ص 30

23۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو خلاصہ مفہوم القرآن، پاک آرمی: ص 31، 39، 43، 48، 52، 56، الخ

24۔ سورۃ القمر 54:54

25۔ سورۃ الحشر 59:21

26۔ قرطبیؒ، امام ابو عبداللہ، **الجامع لاحکام القرآنؒ**، ج18، ص30

27۔ البخاری، محمد بن إسماعیل، **الجامع المسند الصحیح المختصر من إمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ**، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ-

28۔ سورۃ الانعام 6:122

29۔ التحجیل فی تخریج مالم یخرج من الأحادیث والآثار فی إرواء الغلیل، عبد العزیز بن مرزوق جلد 1، ص 8، مکتبۃ الرشد، الریاض، طبع 1422ھ-، 2001م

30۔ التفسیر الوسیط للزحیلی، وہبۃ بن مصطفیٰ الزحیلی، جلد 1، ص 6، دار الفکر، دمشق، الطبعۃ: 1422ھ

31۔ الإمام البقاعی ومنہاجہ فی تأویل بلاغۃ القرآن، محمود توفیق محمد سعد، جلد 1، ص 37

32۔ سورۃ النحل 16:44

33۔ سورۃ النحل 16:64

34۔ صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج النیسابوری (المتوفی: 261ھ-)، جلد 1، ص 371، الناشر: دار إحیاء التراث العربی – بیروت لبنان

35۔ صحیح البخاری، محمد بن إسماعیل إبو عبداللہ البخاری الجعفی، جلد 9، ص 36، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ-

36۔ التعلیق علی تفسیر الجلالین، جلال الدین المحلی المتوفی: 864ھ-، وجلال الدین السیوطی، ص 5

37۔ البلغۃ إلی إصول اللغۃ، صدیق خان القِنّوجی، (المتوفی: 1307ھ-)، ناشر: رسالۃ جامعیۃ- جامعۃ تکریت، جلد 1، ص 53